رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۲ ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۲

قیمت فی پرچہ ۲ پیسے

انڈیا سے باہر یا پیکٹ پر ۱۰ روپے

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء مطابق ۱۷ شعبان سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۳۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ معہ جملہ اہل بیت و صاحبزادگان بخیریت ہیں۔

(۲) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا معہ جملہ متعلقین خاندان رسالت مع الخیر ہیں۔

(۳) سالانہ جلسہ سنہ ۳۰ء نہایت خیر و خوبی سے پوری کامیابی کے ساتھ ۲۹ دسمبر کو ختم ہوا۔ اکثر مہمان ۲ جنوری سنہ ۳۱ء تک مقیم دارالامان رہے۔ اور جمعہ پڑھکر رخصت ہوئے

(۴) درخواست دعا:۔ چوہدری خورشید احمد صاحب بی۔ اے خلف چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب۔ ای۔ اے سی امسال۔ آئی۔ سی۔ ایس کا امتحان دینگے۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

(۵) برادرم بابو غلام احمد صاحب اختر سٹاف وارڈن ریلوے راولپنڈی کے کاغذات مستقلی کا عنقریب فیصلہ ہونے والا ہے۔ اسلئے احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کی مستقلی کیلئے نیز یہ کہ ان کا ہیڈ کوارٹر راولپنڈی ہی رہے۔ خاص دعائیں فرما کر ثواب حاصل کریں اور مشکوری کا موقعہ بخشیں۔

خدمت دین سے بن جاؤ خدا کے انصار

تم کسی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھو
نوجوانوں پہ ہی تھا اسکی ترقی کا مدار
نوجوانو! اٹھو کچھ کر کے دکھاؤ تم بھی
خدمت دین سے بن جاؤ خدا کے انصار
سب کو بتلاؤ کہ ہم بھی ہیں جوانان مسیح
کر کے مضبوط یہاں حرمتِ دیں کے آثار
جو نہیں بادۂ عرفان کے یہاں ذوق شناس
نہ نصیب اُن کے کبھی ہوگا خدا کا دیدار
خدمت دیں کا کرو جوش دلوں میں پیدا
چھوڑ دو آرزوئے عزت و دینار و دیار
اس سے ہوتا ہے بشر محرم راز مکتوم
اس سے بڑھ جاتا ہے ناموسِ شریعت کا وقار
بادۂ عرفاں کا اس سے ہی ملیگا تم کو
یہ وہ نشہ ہے اتر سکتا نہیں جس کا خمار
ملتِ احمد مرسل کے منادی بنکر
پھیلو دنیا میں کرو خواب سے سب کو بیدار
کہ دو دنیا کو کہ اللہ کی آواز ہیں ہم
کر کے جھوڑیں گے بہر حال تمہیں ہم بیدار
آمدِ حضرت مہدی کی بشارت دے دو
ساری دنیا کو۔ کرے خواہ تمہیں وہ سنگسار
وہی زندہ ہیں جو مر جائیں خدا کی رہ میں
باقی رہتے ہیں قیامت تلک ان کے آثار
کیوں نہ فاروق ہو وہ فوج ہمیشہ منصور
جس کا ناصر ہو خدا۔ فضلِ عمر ہو سردار

(مرزا سیف اللہ خاں فاروق)

سمال ٹون کمیٹی قادیان میں تخفیف ہوس ٹیکس کی تجویز

ہمیں یہ سنکر بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ سمال ٹون کمیٹی قادیان کے چند ممبران نے سنہ ۳۱ء کے واسطے تخفیف ہوس ٹیکس کے لئے جو بحالات موجودہ نہایت گرانبار اور ناقابل برداشت ہو رہا ہے کمیٹی میں تجویز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کردی ہے۔ جس سے امید ہے۔ کہ ہمارے نمائندگان کمیٹی ضرور غور فرما کر ٹیکس کی رقم میں فراخدلی سے تخفیف کردینگے۔ کیونکہ موجودہ حالات میں تمام اراضات اور مکانوں اور تمام دیگر اشیاء خوردنی اور پوشیدنی و دیگر ضروریات کی قیمت بہت گر گئی ہے۔ اور اسی لحاظ سے مکانات کا کرایہ تنخیص ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ قادیان کے مکانات لوگوں نے اپنی رہائش کے واسطے بنائے ہیں۔ نہ کہ کرایہ دینے کے لئے۔ اور نہ ہی قادیان میں اتنے کرایہ دار ہیں۔ کہ مکان کرایہ پر چڑھائے جائیں۔ پیسہ آج کل میسر نہیں آتا۔ اور ہوس ٹیکس بڑے بڑے شہروں کے مقابلہ کا لگایا گیا ہے۔ جس کو اب تک تو اہل قادیان جس طرح بھی ہو سکا ادا کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب اتنا ٹیکس ادا کرنا نہ صرف مشکل ہی نظر آتا ہے۔ بلکہ ایک جرمانہ اور سخت بارگراں معلوم ہوتا ہے۔ اور تقریباً تمام آبادی قادیان کی اس ہوس ٹیکس سے نالاں ہے۔ بنابریں دانشمندی کا تقاضا یہی ہے۔ کہ طاقت کے مطابق رعایا پر بوجھ ڈالا جائے۔ ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پبلک تنگ آمد بجنگ آمد پر عمل پیرا ہو جائیگی۔ ہمیں اپنے نمائندگان ممبران میونسپل ٹون کمیٹی سے پوری امید ہے کہ وہ ضرور اس تجویز پر کامل غور کر کے ہوس ٹیکس میں یقیناً کمی کر دینگے۔ اس کے متعلق ہم آئندہ بھی پبلک کے خیالات کا اظہار کرینگے۔ ہم آخر میں پریسیڈنٹ صاحب میونسپل ٹون کمیٹی سے نہایت ادب سے ملتجی ہیں۔ کہ وہ اس مفید عام اور ضروری تجویز پر جو تخفیف ٹیکس کے متعلق پیش کی گئی ہے خاص توجہ فرماویں گے ؛

مرحومہ سہیلی کی یاد میں

(۱)

افسوس کہ میری پیاری بہن مریم بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر ۲۸ر اکتوبر ۳۰ء بروز منگلوار اس جہان سے سب کو روتا ہوا چھوڑ کر رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے تین بچے اپنی یادگار چھوڑے تھے۔ ایک لڑکی اور دو لڑکے۔ مگر افسوس کہ چھوٹا لڑکا بھی ایک مہینہ بعد اپنی ماں سے جا ملا۔ اللہ تعالےٰ بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ اور مرحومہ کے شوہر۔ ضعیف والدین اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل بخشے اور مرحومہ کو غریق رحمت کرے۔ آمین ؛

مرحومہ کی طبیعت میں ایسی سادگی تھی کہ کبھی کسی سے خواہ امیر ہو یا غریب مزاح نہ کرتی۔ ہر ایک کے ساتھ ایسی محبت اور نرمی سے پیش آتی۔ کہ اسے اپنا گرویدہ بنا لیتی۔ میرے ساتھ مرحومہ کا بہت گہرا تعلق اور دلی محبت تھی۔ جس وقت پہلی بار میری ملاقات مرحومہ سے ہوئی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا ہم سگی بہنیں ہیں۔ ہم کو اکٹھی رہنے کا صرف چار ماہ کا موقعہ ملا۔ مجھے بھی مرحومہ سے اس قدر محبت تھی۔ کہ آج تک کسی سے نہیں ہوئی۔ مرحومہ موت کو ہر دم یاد رکھتی تھی۔ اور ہر موقعہ پر موت کا تذکرہ کرتی۔ دینی کاموں کا بے حد شوق تھا۔ اور مہمان کی آمد پر بہت خوشی کا اظہار کرتی تھی۔ بچوں کی صفائی اور شوہر کی رضامندی کا ہر وقت خیال رکھتی تھی۔ بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا بے حد شوق تھا ؛

آہ! اے پیاری بہن تجھکو ہمارے ساتھ رہنا ناگوار گذرا۔ تو نے ہم سے ہمیشہ کی جدائی اختیار کر لی۔ تجھ کو اپنے ننھے ننھے معصوم بچوں کا بھی خیال نہ آیا۔ کہ ان کی پرورش کون کرے گا۔ ضعیف والدین کا بھی خیال نہ آیا۔ جنہوں نے اس مصیبت سے پالا اور پرورش کیا تھا۔ فرقت زدہ شوہر کا بھی دھیان نہ کیا۔ جن کے ساتھ اس قدر محبت اور گہرا تعلق تھا۔ اس کو کس طرح چین آئیگا اور سب سے منہ موڑ اپنے حقیقی مولا سے جا ملی۔ اے میری عزیز بہن اگر آپنے اس طرح ہمارے ساتھ بے وفائی کرنی تھی۔ تو ہم کو پہلے بتا دیا ہوتا ہم اس قدر محبت اور پیار نہ کرتے۔

مگر نہیں موت سے کسی کو مفر نہیں۔ آج آنکی اور کل ہماری باری ہے۔ موت سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیئے۔ نہ معلوم کس وقت بلاوا آجائے۔ اور چلنا پڑے۔ اس لئے دل سے تمام کدورتیں نکالکر اللہ تعالےٰ کے حضور گر جانا چاہیئے۔ اور ہر وقت توبہ استغفار پڑھتے رہنا چاہیئے ؛

تمام بہنیں اور بھائی مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرماویں۔ اللہ تعالےٰ اس کے بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں اپنی ماں کے نقش قدم پر چلائے اور اسکی یہ یادگاریں ہمیشہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہیں۔ مرحومہ کے خاندان سے ہمارا گہرا تعلق ہے۔ اس ناگہانی صدمہ میں اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے آمین۔ والسلام ؛

راقمہ فرقت زدہ :۔

(نظیر النسا بیگم بنت بابو ولی محمد صاحب)

خطاب کی مبارکباد

یہ خبر نہایت انبساط سے شائع کی جاتی ہے کہ ہمارے سلسلہ کے ایک ممبر اور میرے مکرم دوست شیخ رحمت اللہ صاحب سب ڈویژنل آفیسر بارک ماٹری پشاور کو امسال گورنمنٹ کی طرف سے خان بہادر کا خطاب عطا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ اس خطاب کو آپ کے لئے بابرکت کرے۔ ہم تہ دل سے خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب کو مبارکباد عرض کرتے ہیں ؛

دعاء صحت

سلسلہ کے محترم بزرگ مکرمی اخویم میر محمد اسحٰق صاحب جلسہ سالانہ کے انتظام و انہماک و اہتمام میں مصروفیت کی وجہ سے سخت بیمار ہو گئے ہیں۔ آپ کو نمونیہ کا حملہ ہوا ہے۔ اور بخار بھی ہے۔ احباب پوری ہمت سے بالالتزام میر صاحب ممدوح کی صحت کامل اور درازی عمر کے واسطے بہت بہت دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد سے جلد صحت عاجل اور کامل عطا فرماوے۔ آمین ؛

وی پی آتے ہیں

جن احباب کا چندہ فاروق دسمبر ۳۰ء میں ختم ہو چکا ہے۔ ان کے نام دفتر سے وی پی جاری کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ وہ سب دوست وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں گے۔ اور بلاوجہ معقول واپس نہ فرما دینگے۔ اب تین دن سے زیادہ عرصہ

... کے لئے فوراً نہ روانہ ہوئے میں نہیں رکھیگا۔ نیز جو دفاتر واپس کر دینگا۔ اسکے فوراً وصول کرنے ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۷ رجنوری ۱۹۳۱ء

اتمام الحجۃ علی المخالفین

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اشتہار قطعی فیصلہ کیلئے"

یہ خدا کی قدرت ہے۔ کہ جس قدر مخالف مولویوں نے چاہا۔ کہ ہماری جماعت کو کم کریں۔ وہ اور بھی زیادہ ہوئی۔ اور جس قدر لوگوں کو ہماری سلسلہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہا۔ وہ اور بھی داخل ہوئے۔ یہاں تک کہ ہزارہا تک نوبت پہنچ گئی۔ اب ہر روز سرگرمی سے یہ کارروائی ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالےٰ اچھے پودوں کو اس طرف سے اکھاڑتا اور ہمارے باغ میں لگاتا جاتا ہے۔ کیا منقول کی رُو سے اور کیا معقول کی رُو سے اور کیا آسمانی شہادتوں کی رُو سے دن بدن خدا تعالےٰ ہماری تائید میں ہے۔ اب بھی اگر مخالف مولوی یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ ہم حق پر ہیں۔ اور یہ لوگ باطل پر اور خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور ان لوگوں پر لعنت اور غضب الٰہی ہے۔ تو باوجود اس کے کہ ہماری حجت ان پر پوری ہو چکی ہے۔ پھر دوبارہ ہم ان کو حق اور باطل پرکھنے کے لئے موقعہ دیتے ہیں اگر وہ فی الواقعہ اپنے تئیں حق پر سمجھتے ہیں۔ اور ہمیں باطل پر اور چاہتے ہیں۔ کہ حق کھل جائے۔ اور باطل معدوم ہو جائے۔ تو اس طریق کو اختیار کر لیں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر اور میں اپنی جگہ پر خدا تعالےٰ کی جناب میں دعا کریں۔ ان کی طرف سے یہ دعا ہو۔ کہ یا الٰہی اگر یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تیرے نزدیک جھوٹا اور کاذب اور مفتری ہے۔ اور ہم اپنی رائے میں سچے اور حق پر اور تیرے مقبول بندے ہیں۔ تو ایک سال تک کوئی فوق العادت امر غیب بطور نشان ہم پر ظاہر فرما۔ اور ایک سال کے اندر ہی اس کو پورا کر دے۔ اور میں اس کے مقابل پر یہ دعا کروں گا۔ کہ یا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ اور درحقیقت مسیح موعود ہوں۔ تو ایک اور نشان پیشگوئی کے ذریعے سے میرے لئے ظاہر فرما۔ اور اس کو ایک سال کے اندر پورا کر۔ پھر اگر ایک سال کے اندر ان کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہوا۔ اور میری تائید میں کچھ ظاہر نہ ہوا۔ تو میں جھوٹا ٹھیروں گا۔ اور اگر میری تائید میں کچھ ظاہر ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر ان کی تائید میں بھی ویسا ہی کوئی نشان ظاہر ہو گیا۔ تب بھی میں جھوٹا ٹھیروں گا لیکن اگر میری تائید میں ایک سال کے عرصہ تک کھلا کھلا نشان ظاہر ہو گیا۔ اور ان کی تائید میں نہ ہوا۔ تو اس صورت میں میں سچا ٹھیروں گا۔ اور شرط یہ ہو گی۔ کہ اگر تصریحات متذکرہ بالا کی رُو سے فریق مخالف سچا نکلا۔ تو میں ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ اور جہاں تک ممکن ہو گا۔ میں اپنی وہ کتابیں جلا دوں گا۔ جن میں ایسے دعوے یا الہامات ہیں۔ کیونکہ اگر خدا نے مجھے جھوٹا کیا۔ تو پھر میں ایسی کتابوں کو پاک اور مقدس خیال نہیں کر سکتا۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اپنے موجودہ اعتقاد کے برخلاف یقینی طور پر سمجھ لوں گا۔ کہ محمد حسین بٹالوی اور عبدالجبار غزنوی اور عبدالحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی اور محمد حسین کا پیارا دوست محمد بخش جعفر زٹلی اور دوسرا پیارا دوست محمد علی بوپڑی یہ سب اولیاء اللہ اور عباد اللہ الصالحین ہیں۔ اور جس قدر ان لوگوں نے مجھے گالیاں دیں اور لعنتیں بھیجیں۔ یہ سب ایسے کام تھے۔ کہ جن سے خدا تعالےٰ ان پر بہت راضی ہوا۔ اور قرب اور اصطفاء اور اجتباء کے مراتب تک ان کو پہنچا دیا۔

میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اگر خدا کی مرضی مجھے عزت دینے کی نہیں تو میرے پر لعنت ہے۔ اگر میں اس کے برخلاف کروں۔ لیکن اگر تصریحات بالا کی رُو سے خدا نے مجھے سچا کر دیا۔ تو چاہیئے کہ محمد حسین بٹالوی اور عبدالحق غزنوی۔ اور عبدالجبار غزنوی اور رشید احمد گنگوہی میرے ہاتھ پر توبہ کریں۔ اور میرے دعویٰ کی تصدیق کر کے میری جماعت میں داخل ہوں۔ تا یہ تفرقہ دُور ہو جائے۔ اندرونی تفرقہ نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ خلا کا سیدھا سیدھا فیصلہ ہو گا۔ جس میں کسی فریق کی چون وچرا پیش نہیں جائیگی۔ اس اشتہار کے مخاطب محمد حسین بٹالوی۔ عبدالجبار غزنوی۔ عبدالحق غزنوی۔ رشید احمد گنگوہی ہیں۔ یہ چاروں اپنے تئیں مومن ظاہر کرتے ہیں۔ اور مومن خدا کے نزدیک ولی ہوتا ہے۔ اور ہر حال کافر اور دجّال کی نسبت مومن کی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا کے نیک بندے قبولیت دعا سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور ان دعاؤں کے لئے ضروری نہیں۔ کہ بالمواجہ کی جائیں۔ بلکہ چاہیئے کہ فریق مخالف مجھے خاص اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دیکر پھر اپنے گھروں میں دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ اور ابتدا* سال کا اشتہار کی تاریخ اشاعت سے سمجھا جائیگا یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ وہ چاروں مولوی مقابلہ کریں بلکہ جو شخص ان میں سے ڈر کر بھاگ جائے۔ اس نالائق کو جانے دو۔ وہ خود اس بات پر ٹھہر گیا۔ کہ وہ جھوٹا ہے۔ اور گریز کی لعنت اس کے سر پر ہے۔ اور یہ ضروری ہو گا۔ کہ جو امر غیب ان چاروں میں سے کسی پر ظاہر ہو۔ اس کو بذریعہ اشتہارات مطبوعہ لوگوں پر ظاہر کر دے۔ اور ان میں سے ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری میرے پاس بھیجدے۔ اور جو امر مجھ پر ظاہر ہو۔ جو پہلے ظاہر نہیں کیا گیا۔ مجھ پر بھی لازم ہو گا۔

---

* ایک سال انگریزی مہینوں کے حساب سے سمجھا جائیگا منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ بذریعہ اشتہار اس کو شائع کروں۔ اور ایک ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری چاروں صاحبوں کی خدمت میں یا جس قدر ان میں سے مقابلہ پر آویں بھیجدوں۔ اس طریق سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔ ہم دونوں فریقوں میں سے جو ملعون ہے۔ اس کا ملعون ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور جو مقرون ہے۔ اس کا مقرون ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر امرتسر اور لاہور کے رئیس اس فیصلہ کے لئے مولویان مذکورین کو مستعد کریں۔ تو انکی ہمدردی اسلامی قابل شکر گذاری ہو گی۔ اور بالخصوص انجمن اسلامیہ کے سیکرٹری خان بہادر برکت علی خانصاحب اور انجمن حمایت اسلام کے سکرٹری منشی شمس الدین صاحب اور انجمن نعمانیہ کے سکرٹری منشی تاج الدین صاحب کی خدمت میں للہ التماس ہے۔ کہ ضرور اس طرف توجہ فرماویں ہزاروں مسلمان کافر سمجھے گئے۔ اور سخت تفرقہ پڑ گیا ہے آپ صاحبوں کے اصول کچھ ہی ہوں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں۔ لیکن آپ صاحبوں کی بڑی مہربانی ہو گی۔ جو آپ مدد دیویں۔ والسلام۔ ۱۹ مئی ۱۸۹۷ء

المشتہر:۔ مرزا غلام احمد قادیانی

(یہ اشتہار ۲۶۲/۲۰ کے ایک صفحہ پر ہے)

فاروق کی اپیل پر احباب کی بے پروائی

۷۔۱۴ اور ۲۱ دسمبر کے گذشتہ پرچوں میں خاکسار ایڈیٹر فاروق نے موجودہ خریداران فاروق سے یہ درخواست کی تھی۔ کہ وہ سنہ ۳۰ء کیواسطے ایک ایک جدید خریدار اخبار کیلئے عطا کریں۔ کیونکہ فاروق کی اشاعت بہت کم ہے۔ جس سے اس کے اخراجات پورے نہیں ہو سکتے۔ یہ درخواست کوئی ناواجب یا ناقابل التفات اور تکلیف مالا یطاق نہ تھی۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے۔ کہ بجز دو چار دوستوں کے کسی نے بھی اس پر توجہ نہ کی۔ حالانکہ سالانہ جلسہ پر ہزاروں کی تعداد میں احباب خدا کے فضل سے تشریف لاتے ہیں۔ اور ایسے موقعہ پر ایک ایک خریدار پیدا کر لینا ان دوستوں کے لئے جو پہلے سے خریدار ہیں کچھ مشکل امر نہ تھا۔ صرف تھوڑی سی توجہ اور زبان ہلانے کی ضرورت تھی۔ جو نہ تو کسی بنک کا موجب بن جاتی نہ ناقابل برداشت بوجھ اٹھانا پڑتا۔ غیر مسلم اخبارات کو دیکھو جن کی اشاعت ہزارہا کی تعداد میں

پیغامی مشن

حقیقی خلافت اور مصنوعی خلافت

کاش غیر مبایعین اصحاب ہی سمجھ جائیں

(از بکر مناحضرت مولوی غلام رسول صاحب فاضل افغانی راجیکی)

ان السموم لشر ما فی العالم شر السموم عداوۃ الصلحاء

(المسیح الموعود)

یعنی یقیناً زہریں ہلاکت کے لحاظ سے دنیا کی بدترین چیزیں ہیں۔ اور خدا کے صالح بندوں کی عداوت اور دشمنی ان سے بھی بدتر ہے ؛

بہت سے غیر مبایعین اصحاب محض غلط فہمی کی وجہ سے بیعت خلافت سے محروم ہیں۔ اگر ان کی غلط فہمی دور ہو جائے۔ تو کچھ بعید نہیں۔ کہ وہ تعلق خلافت کے برکات سے متمتع اور مستفیض ہو سکیں۔ غیر مبایعین سے نکل کر جس قدر بھی اصحاب حلقۂ بیعتِ خلافت میں داخل ہوئے۔ علی العموم انہوں نے بھی یہی بیان کیا۔ کہ ہمارا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے الگ رہنا اور غیر مبایعین کے زمرہ میں جا ملنا محض غلط فہمی کی بنا پر تھا۔ لیکن جب محققانہ طور پر اچھی طرح چھان بین کی۔ تو ہم پر اصل حقیقت کھل گئی۔ اور ہمیں معلوم ہو گیا۔ کہ مولوی محمد علی نے عقائد احمدیہ کے اختلافی مسائل پر جو کچھ بھی اپنی کتب اور رسائل میں لکھکر شائع کیا۔ وہ محض عداوتِ محمود کی بناء پر مغالطہ دہی کی غرض سے تھا۔ اور بعض بیعت خلافت کے حلقہ میں داخل ہونے والوں نے اس امر پر تعجب کیا۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام تو اپنی پہلی تحریروں میں اپنے متعلق لفظ نبی کی تاویل فرماتے ہوئے محدث اور غیر نبی کہلا کر بعد کی تحریروں میں بارش کی طرح وحی کے نزول سے تاویل کو صراحت میں لیکر اپنے تئیں نبی ظاہر فرماتے ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی حضرت مسیح موعود کے بالکل برعکس اپنی پہلی تحریروں میں جو ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۶ء میں ریویو کی ادارت کے زمانہ میں شائع کیں۔ ان میں بارہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی لکھکر شائع کیا۔ اور بعد کی تحریروں میں جو حضرت خلیفۃ الثانی کی مخالفت میں آپ کے بالمقابل لکھکر شائع کیں۔ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر دیا۔ یہ لکھکر کہ امت کے اندر رہ کر نبوت کا دعویٰ کرنا ہی کذاب کا کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ کذاب قرار دیا۔ حالانکہ مولوی محمد علی اپنے اس قول سے خود کذاب ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جب مسیح موعود علیہ السلام بقول مولوی محمد علی نبی نہیں۔ بلکہ غیر نبی تھے۔ تو جس شخص نے ریویو کی ایڈیٹری کے وقت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ کی نسبت موعود نبی۔ فارسی الاصل نبی۔ نبی آخر الزمان۔ موعود پیغمبر کے الفاظ لکھکر شائع کئے۔ اگر یہ وہی مولوی محمد علی ہے۔ تو اس نے کس قدر افتراء اور کذب بیانی سے کام لیا۔ کہ ایک غیر نبی کی نسبت بار بار نبی کے الفاظ لکھکر اسے متہم کیا۔ اور خود بذات خود اپنے کذاب اور مفتری ہونے کا ثبوت دیا۔ اب جو شخص ایک غیر نبی کی نسبت اس کی زندگی میں بطور افتراء اور کذب بیانی کے اُسے نبی کہنے سے نہیں جھجکتا۔ حالانکہ وہ اس غیر نبی کے ساتھ پہلو بہ پہلو قریباً ہر روز ایک چھت کے نیچے اس کی معیت میں وقت گذارتا رہا ہے تو ایسا بے باک اور افتراء و کذب بیانی کی راہ سے اتہام لگانے والا مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے خلاف کچھ لکھدے۔ تو اس کا کیا اعتبار ؛

پس یہ کس قدر تعجب کی بات ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام تو بقول مولوی محمد علی اپنی پہلی تحریروں میں اپنے تئیں غیر نبی اور بعد کی تحریروں میں نبی لکھیں۔ اور مولوی محمد علی اپنی پہلی تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی لکھکر شائع کریں۔ اور بعد کی تحریروں میں آپ کو غیر نبی قرار دیں۔ بلکہ اپنے ایک تراشیدہ رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ماتحت آپ کو کذاب ہونے کی زد کے نیچے لائیں۔
افسوس صد افسوس ؛

مولوی محمد علی سے ایسا ظلم اور ایسا افترا ایسا کذب کیوں ظہور میں آیا۔ کیا اس لئے کہ مولوی محمد علی صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے دشمن تھے۔ اور غیر احمدیوں سے ایک مخالف فرد تھے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ احمدی تھے۔ کبھی صالح بھی تھے۔ اور اسی صالح ہونے کے زمانہ میں بربنائے صلاح و تقوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں علی وجہ الحقیقت نبی۔ نبی موعود۔ فارسی الاصل نبی۔ نبی آخر الزمان کے الفاظ لکھکر شائع کیا کرتے تھے۔ لیکن جب سے مولوی محمد علی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود اور محمود فرزند جسے خدا نے اپنی وحی میں آپ کے حسن اور احسان میں آپ کا نظیر اور مظہر رسل اور مفضل عمر قرار دیا تھا۔ اور پھر حضرت عمر کی طرح آپ کا خلیفۂ ثانی بنایا۔ اس کی مخالفت اور بغض و عداوت کی راہ اختیار کی۔ تب سے مولوی محمد علی کے تقوی کا لباس چاک اور اس کے علم کا عمامہ تار تار ہونے لگا۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب جب کہ آپ صالح تھے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق محبت کی وجہ سے سارے خاندان نبوت کو اپنا محبوب سمجھتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے محمود فرزند اور اس کی تحریر اور تقریر کو دنیا کے پیشواؤں اور عالموں اور گدی نشینوں کی اولاد ناخلف کے بالمقابل مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور حقیت کا نشان قرار دیا کرتے تھے۔ وہ کیا ہی عجیب وقت تھا۔ جب کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب مولوی محمد علی صاحب کی نظر میں مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کی وجہ سے ان کے محبوب اور آپ کے احترام کی وجہ سے ان کے نزدیک محترم اور قابل عزت و احترام تھے۔ لیکن مولوی صاحب کو اس نشقاوت کا کیا علم تھا۔ کہ بعد میں انکی ساری ایم۔ اے کی لیاقت اور ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری کی ساری قابلیت اور ساری قوت اور استعداد مسیح موعود علیہ السلام کے موعود اور محمود فرزند کی مخالفت میں ہی صرف ہوا کرے گی ؛

اب دیکھئے کہ وہ مخالفت جو کبھی ابتداء میں تخم کی طرح ہلکی سی تھی۔ اس نے قوت پکڑتے پکڑتے مولوی صاحب کی حالت کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔

کجا وہ وقت کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ وارضاہ کے شش سالہ دور خلافت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے ساتھ خلافت کے احترام کیلئے بھی سر تسلیم خم تھے۔ کجا یہ زمانہ کہ حضرت محمود کی مخالفت سے مسئلہ خلافت احمدیہ کے مخالف خلفاء کے مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے منکر بن گئے۔ اور باوجودیکہ حضرت خلیفہ اول نے اپنے شش سالہ دور خلافت میں انہیں بار بار سمجھایا۔ قرآن و حدیث سے سمجھایا ہر معقول طریق پر سمجھایا۔ اور ان لوگوں کی بغاوت پر خلافت کی خداداد طاقت کے بل ان سے دوبارہ بیعت لیکر سمجھایا۔ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا۔ لیکن ان بغاوت پسند اور باغیانہ خیال کے لوگوں نے اس سچی اور حق بات کو یقین کرنے کی بجائے جو سمجھا۔ تو وہ یہی تھا۔ کہ مولوی نورالدین صاحب نے اپنے رسوخ سے جماعت میں ایک عام اثر پیدا کر لیا ہے۔ اس لئے اس شخص کو ہم خلافت سے معزول نہیں کر سکے لیکن آئندہ کے لئے انہوں نے اپنی کوششوں کو برابر جاری رکھا۔ کہ اب آئندہ کوئی خلیفہ نہ ہونے پائے اور اگر ہو۔ تو ہمارا ممنون احسان ہو کر اور بشرط ماتحتی انجمن خلیفہ ہو۔ چنانچہ جب خدا نے خلیفہ اول کی وفات پر اپنے وعدۂ استخلاف کو حضرت خلیفہ ثانی کی خلافت سے پورا کر دکھایا اور تقدیر کے نوشتے ظہور میں آگئے۔ تو مولوی محمد علی صاحب باغیانہ خیالات کی رو میں بہ کر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ہزاروں روپیہ کی مالیت کی کوٹھی کو محض مغالطہ دہی کی راہ سے بیچنے کے ساتھ لگا کر لاہور جا براجے اور یہ خیانت ایک غبن تھا۔ جس کی بدعادت ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ گئی۔ جس کے تفصیلی حالات انہی میں سے ایک نے جو انکی کرتوتوں سے گہری واقفیت رکھنے والا تھا۔ اخبارات میں چھپوائے خیر یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر درمیان میں ذکر آگیا اصل سلسلہ کلام عرض کرتا ہوں۔ کہ جب مولوی محمد علی باغیانہ خیالات کو لیکر لاہور پہنچے۔ تو آپ کو سابقہ خیالات کی بناء پر کہ خلیفہ خدا نہیں بناتا۔ بلکہ یہ کام انجمن کی مجلس شوریٰ کے اختیار کا محتاج ہے۔ اپنے گروہ بغاوت سے بعض کا انتخاب کر کے ایک مجلس قائم کی۔ جس کے آپ پریذیڈنٹ اور امیر قرار پائے۔ اب آپ کی طرف سے آپ کی امیرانہ شان کا تصرف ظہور میں آنے لگا۔ آپ نے یہ تجویز پاس کی کہ امیر کے ماتحت کئی نفوس کو خلیفہ بنایا جاوے۔ چنانچہ کئی صاحب کو لنڈن کے لئے خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اور وہ صاحب وہی ہیں۔ جو آج عزیز منزل لاہور میں ان کے سہام صدمات سے زخم خوردہ ہو کر بستر علالت پر ان کی جان کو رو رہے ہیں۔ اور سخت اشتیاق کی حالت میں ان سے علیحدگی کو ہی اپنی سلامتی کا موجب قرار دے رہے ہیں۔ پیر حامد شاہ صاحب کو سیالکوٹ کے لئے۔ چوہدری رکن الدین صاحب کو گوجرانوالہ کے لئے خلیفہ مقرر کیا گیا۔ یہ دونوں صاحب تو اپنی خلافت کو بغاوت سمجھکر اس سے توبہ کر کے حضرت خلیفہ ثانی کے حلقہ بیعت میں آداخل ہوئے۔ اسی طرح وہ خلفاء جو مولوی محمد علی نے (یہ ثابت کرنے کے لئے کہ خدا خلیفے نہیں بناتا بلکہ ہم انجمن کے ممبر بناتے ہیں اور بنا سکتے ہیں۔) بنائے تھے۔ وہ سب کے سب ایک مدت سے بمع اپنی خلافت کے بے نام و نشان ہو چکے ہیں۔ اور یہ خدا تعالے کا تصرف اور اس کی غیرت کا نمونہ ظہور میں آیا۔ اور اس نے بتا دیا کہ خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ پس جن حضرت مولوی نورالدین صاحب اور حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ اسے باوجود دنیا کی مخالفت کے کوئی بھی معزول نہ کر سکا۔ حالانکہ معزول کرنے والوں نے ساری کوششیں کیں۔ اور اعلان بھی کر دیا۔ لیکن خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی بھی معزول نہ کر سکا۔ اور جن خلفاء کو بلڈنگس احمدیہ لاہور سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت کا کڑوا چھا ملا تھا۔ وہ باوجودیکہ ان کی خلافت میں زمین کی کوئی طاقت بھی معزول کرنے کے لئے مزاحم نہ ہوئی۔ خدا کی غیرت نے غیب سے وہ آسمانی ہوا چلائی۔ کہ سب کے سب خلفاء بمع اپنی خلافت کے بے نشان ہو گئے۔ اور اب معلوم نہیں۔ کہ وہ کہاں اور کدھر کو گئے۔ جیسا کہ ٹرکی کا خلیفہ بے نام و نشان ہو کر معدوم ہو گیا۔ اور اب کوئی جانتا ہی نہیں کہ اس کی خلافت کہاں گئی۔

خدا کے عجائبات ہیں۔ کہ وہ سچے موتیوں کے ساتھ جھوٹے موتیوں کی کیفیت بھی دکھا دیتا ہے۔ اسی طرح سچے خلیفے جو اس کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ان کے اور مصنوعی خلیفوں کے درمیان وہ فرق کر کے دکھا دیتا ہے جب سے حضرت خلیفۃ ثانی خلیفہ ہوئے۔ تب سے دنیا میں خلافت کے چرچے ہیں۔ ورنہ پہلے خلافت کو کون جانتا تھا۔ لیکن مصنوعی خلافتوں سے بھی خدا کی ..... حکمت کا یہی تقاضا تھا۔ کہ تا خلافت حقہ کی حقیت کا جلوہ ظاہر ہو۔ سو دنیا نے دیکھ لیا کہ مصنوعی خلافت اور خلافت الٰہیہ میں کیا فرق ہوتا ہے اور مولوی محمد علی کو بھی خدا نے دکھا دیا۔ کہ خلیفے خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ کاش وہ اور اس کے رفقاء اب بھی سمجھ جائیں

اہل اللہ کی کیا عجیب شان ہے۔ اور ان کے کلام اور کام میں کیا عجیب تاثیر ہوتی ہے۔ جو غیر کو نصیب نہیں ہوتی۔ مولوی محمد علی نے تو خود امیر بنکر خلافت کے انکار کی تہ کا راز عملاً بتا دیا۔ کہ وہ امارت اور خلافت کی خود ہوس رکھتے تھے۔ اور اس بات کے حریص تھے۔ کہ انہیں خلیفہ بنایا جاتا۔ لیکن جب آپ نے دیکھا۔ کہ وہ خدا کے نزدیک منصب خلافت کے اہل نہ تھے۔ تو مولوی صاحب کو حسد کے مرض نے امارت کے لئے جوش دلایا۔ اور آپ نے مصنوعی طور پر امیر کہلانے کا شوق پورا کر لیا۔ اور خلافت حقہ کی تحقیر کے لئے کئی خلفاء اپنے ماتحت تجویز کر کے یہ ظاہر کرنا چاہا۔ کہ خلفاء اور خلافت کیا چیز ہے۔ وہ تو ایسی چیز ہے۔ جو میری امارت کے پاؤں کے نیچے ہے۔ اور میرے قبضۂ تصرف کے ماتحت لیکن دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ مولوی صاحب کی امارت کس تبہ کی توقیر رکھنے والی اور کس حیثیت کی چیز ہے۔ پھر مولوی محمد علی صاحب کے بالمقابل سیدنا حضرت خلیفۃ ثانی کے کلام اور کام میں جو تاثیر اور برکت ہے۔ اس کی طرف دیکھئے۔ کہ حضرت ممدوح نے اپنی خلافت کے ماتحت آج تک کئی امیر مختلف مقامات میں مقرر فرمائے۔ جن کی امارت کا سلسلہ خدا کے فضل سے جب سے شروع ہوا ہے۔ ترقی کے ساتھ اب تک جاری ہے۔ اور اسے کچھ بھی زوال نہیں آیا۔ یہ ہے وہ برکت جو مولوی محمد علی صاحب کی نحوست اور بے برکتی کے بالمقابل حضرت خلیفۃ ثانی کی شان خلافت حقہ کو دوبالا کر رہی ہے۔ کاش مولوی محمد علی صاحب بمع اپنے رفقاء کے اب بھی سمجھیں اور دیکھیں کہ خلیفہ برحق باوجود دشمنوں کی مخالفت کے کیسا منصور اور کامیاب نکلا۔ اور اس امر میں بھی غور کریں۔ اور اپنے قلب کی حالت پر نظر ڈالیں۔ کہ ان کا دل جو مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان کی محبت سے بھرا ہوا تھا۔ اب بھی اس دل کی وہی حالت ہے۔ یا محبت کی جگہ حسد اور بغض اور عداوت نے لے لی ہے۔ کیا اس حسد نے اور اس بغض و عداوت نے مولوی محمد علی صاحب کی حالت کو کہیں سے کہیں نہیں پہنچا دیا۔ واقعی اہل اللہ کا بغض اور ان سے عداوت نہایت ہی خطرناک زہر ہے۔ جو انسان کے لئے دونوں جہانوں میں باعث جہنم ہو کر ہلاک اور تباہ کر دیتا ہے۔

خدا تعالےٰ نے طغیان کا پہلا باعث استغنا کو قرار دیا ہے۔ کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنیٰ۔ یعنی انسان اپنے تئیں استغناء کی حالت میں دیکھکر سرکشی اور بغاوت کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رسالہ ضرورۃ الامام میں فرماتے ہیں۔ کہ انسان کا جب سلب ایمان ہوتا ہے۔ تو پہلے اسے استغنا ہوتا ہے۔ پھر قبض۔ پھر بدظنی۔ پھر بغض و کینہ اور عداوت۔ پھر ہوتے ہوتے سلب ایمان تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہی حال مولوی محمد علی صاحب کا بمع ان کے خاص رفقاء کے ہو رہا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ ثانی کی مخالفت اور عداوت نے انہیں کہاں تک پہنچایا۔ سنئے! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کے وہ منکر ہو گئے۔ نیز خلافت احمدیہ اور خلفاء سے منکر اور باغی۔ مرکز سے علیحدگی مرکز والوں سے عداوت اور مخالفت۔ بہشتی مقبرہ کی حقیت اور احترام جو مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کی بناء پر قائم ہے۔ اس کی عملاً تکذیب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت جو بلا کسی شرط کے بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کے مستحق ہونے پر قطعی بہشتی ہیں۔ ان سے عداوت اور انہیں ضلالت اور گمراہی میں سمجھنا۔ مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خصوصاً خلافت ثانیہ کے آغاز دور سے لے کر خاندان نبوت کے سب ممبروں کے لئے ضالانہ اعتقاد میں مبتلا ہونے کا فتویٰ۔

مسیح موعود علیہ السلام کے جاری فرمودہ رسالہ ریویو کی خدمات اشاعت سے علیحدگی مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور عقائد کی صریح مخالفت جیسے کہ مسیح کے بے پدر ہونے کا مسئلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور عقائد سے ہے۔ اس کی جگہ مسیح اسرائیلی کے لئے باپ ہونے کا عقیدہ اختیار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صریح مخالفت کی گئی۔ اور ہوتے ہوتے اور عداوت محمودیں بڑھتے بڑھتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے انکار تک پہونچے۔ اور آخر الامر ۱۷ جون کے جلسہ جو سیدنا حضرت محمود کی تحریک کے ماتحت حضرت محمد مصطفےٰ کے محامد اور محاسن کے اظہار کے لئے مختلف بلاد ہند میں قائم کئے گئے ان کی مزاحمت کے لئے احرار المسلمین کے نام پر ٹریکٹ شائع کئے گئے۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ اور یہ وہ امور ہیں۔ جو مولوی محمد علی کو سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی کی عداوت اور مخالفت کی وجہ سے باعث ابتلا ہوئے۔ چونکہ موت سے پہلے انسان توبہ سے فائدہ اٹھا کر ان امور سے جو باعث لعنت ہیں۔ ان سے محفوظ ہو سکتا ہے اس لئے ہمدردی کے مقتضےٰ سے مولوی صاحب کو بمع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے رفقاء کے توبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ شعر جو عنوان میں لکھا گیا۔ پھر لکھ دیتے ہیں۔ وہو ہذا ؎

ان السموم لشر ما فی العالم
شر السموم عداوۃ الصلحاء

افسوس کہ مولوی محمد علی صاحب کے رفقاء اور اقرباء بھی ان کے تعلقات کی وجہ سے بیعت خلافت کی برکات سے محروم رہ گئے۔ یہاں تک کہ اخبار پیام صلح میں وہ خلاف اپنے علم اور ضمیر کے حضرت خلیفۃ ثانی کی مخالفت میں ایسی ایسی باتیں لکھتے ہیں۔ جو بالکل بغض اور عداوت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ جیسے کہ ڈاکٹر بشارت احمد جو مولوی محمد علی کا خسر ہے۔ اس کے آتشین اور بغض آلود مضامین سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ ثانی کی ترقیوں اور کامیابیوں کے بالمقابل مولوی محمد علی کے تنزل اور ادبار اور اسکی ناکامی اور نامرادی پر ڈاکٹر صاحب موصوف جل جل کر اور کڑھ کڑھ کر بے تاب ہوئے جاتے ہیں۔ اور اس صدمہ سے اس قدر حواس باختہ اور مخبوط معلوم ہوتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ ثانی کے پھر موعود ہونے کے متعلق اور ایسا ہی بعض دوسرے اختلافی مسائل کے متعلق اپنی وارفتگی سے دوراز کار اور صریح مخالف خیالات کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اگر مولوی محمد علی کو ٹھوکر نہ لگتی۔ تو یہ بے چارہ ڈاکٹر جو محض خسرانہ تعلق کی وجہ سے بغض کے آتشین شعلوں میں جلا بھنا جا رہا ہے۔ اور جل جل کر بالکل بدحواس ہو چکا ہے۔ امید قوی ہے کہ محفوظ رہ جاتا۔ اور ایسا ہی دوسرے رفقا بھی بچ جاتے کاش مولوی صاحب اب بھی سمجھیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

آخری اطلاع اس سے پہلے دو بار لکھا گیا ہے کہ جن خریداران نے فاروق کے وی پی بار بار واپس کئے ہیں وہ سالانہ جلسہ پر اپنا بقایا ادا کر دیں۔ لیکن بجز تین چار خریداروں کے کسی نے یہ خیال نہ کیا کہ چندہ دیدیں۔ اسلئے اب مجبوراً مجھے پھر ان سب کے نام جن کا چندہ وصول نہیں ہوا پھر وی پی کرنا پڑیگا۔ لہذا اب ان کا فرض ہے کہ وہ وصول کرلیں۔ ورنہ آئندہ پرچہ میں ان کے ذمہ کی مد

(موضع یارقم اسمورد کسی جائیگی۔ پھر یہ شکایت نہ ہو۔ کہ کیوں نام نہیں لکھا گیا)

غیر احمدی مشن

ایک اعتراض کا جواب

(۱)

بعض ناواقف اور ناآشنائے علم ایک بات کو دیکھتے ہی اس کی حقیقت کو سمجھنے کے بغیر ہی اس پر اعتراض کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ مخالفین حسد کے مارے جل رہے ہیں۔ اور حالت یہاں تک پہنچی ہے کہ مارے حسد کے اندھے ہو رہے ہیں۔ ایسے وقت میں ان کو سوجھے کیا؟ خاک۔ باوجود اس کے پھر بھی وہ اس چراغ ہدایت کو پھونکیں مار کر بجھانے کی کوشش میں منہمک ہیں۔ یا پھر کم از کم اس کی روشنی کو پھیلنے سے ہی روک دیں۔ لیکن ؎

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

چنانچہ اسی قبیل کے بعض جہلاء کی طرف سے یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے دلائل کو تو بعد میں دیکھیں گے۔ پہلے ان کے دعوے کو تو دیکھیں۔ چنانچہ جب دعویٰ کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ خدائی کا ہے۔ کیونکہ آپ کا الہام ہے ؎ انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون کہ جب تو ارادہ کرتا ہے۔ کہ کوئی چیز ہو جاوے۔ تو تیرے "ہو جا" کہنے سے وہ چیز ہو جاویگی۔ اس سے بالبداہت یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ خدائی کا ہے جو کہ متفقہ طور پر نصوص صریحہ قرآنیہ وحدیثیہ کے خلاف ہے۔ اور ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔ کیونکہ یہ کام خدا کا ہے۔ انسان کا نہیں۔ جب دعویٰ ہی باطل ہوا تو دلائل کی تحقیق اور تدقیق عبث! پھر اسی دعویٰ کا مؤید آپ کا یہ کشف ہے۔ جس میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کشف میں دیکھا۔ کہ خدا اور میں ایک ہو گئے ہیں۔ پھر میں نے کہا۔ کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اب بتائیں مرزا صاحب کو ماننے والے کہ کیا اب بھی اس دعویٰ خدائی میں شک ہے؟

جواب اوّل یہ الہام ہے۔ ملہم اللہ تعالےٰ ہے۔ اور کسی ملہم کی جرأت نہیں۔ کہ وہ دعویٰ خدائی کرے۔ کیونکہ وہ اپنے رب کے جلال سے لرزاں و ترساں ہوتا ہے۔ اس کا دل ہمیشہ خوف سے معمور رہتا ہے۔ اور اس پر الٰہی جلال کی ہیبت طاری ہوتی ہے ؎

دوم ملہم ہونا اس بات کی علامت ہوتا ہے۔ کہ ملہم شخص خدا تعالےٰ کا پیارا اور محبوب ہے۔ اس کا خدائی دعویٰ کرنا یا دل میں خیال تک بھی لانا بہت بڑا تکبر ہے۔ اور متکبر کے متعلق خدا تعالےٰ کا فرمان ہے ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً ؎

سوم اگر اس جگہ یہ قول باعث کفر ہے۔ تو پھر آپ کا فتویٰ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی قدس سرہ کے متعلق کیا ہوگا۔ جو اپنی کتاب فتوح الغیب کے مقالہ ۳۳ میں فرماتے ہیں۔ قال اللہ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول لشیئ کن فیکون۔ اطعنی اجعلک تقول لشیئ کن فیکون۔ یا دنیا من خدمنی فاخدمیہ ومن خدمک فاتعبیہ۔ یعنی خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے ابن آدم میں ہی اکیلا قابل عبادت ہوں۔ میرے سوائے کوئی دوسرا اس لائق نہیں۔ میں جس چیز کے متعلق کن کہتا ہوں۔ وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری اطاعت کر۔ میں تجھ کو بھی ایسا ہی بنا دوں گا۔ کہ تو جس چیز کو کن کہیگا۔ وہ چیز بھی ہو جاویگی۔ اب اہل دانش سوچیں۔ کہ کیا اگر کوئی پورا مطیع و فرمانبردار شخص جس کے متعلق خدا کا یہ وعدہ ہے۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنے کا ارادہ کرے۔ اور کن کہے۔ کیا وہ پیدا نہ ہونگے۔ اگر پیدا نہ ہونگے۔ تو خدا کے وعدے کا تخلف لازم آتا ہے۔ جو محال ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر پیدا ہو جاویں گے۔ تو مدعی ثابت ہوا۔ اور حضرت مرزا صاحب پر اب اس اعتراض کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔

پھر جناب شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی قدس سرہ کے اس قول کا مطلب حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ ادا فرمایا ہے۔ کہ کنت رجلہ التی یمشی بھا و یدہ التی یبطش بھا کہ مومن نوافل پڑھتے پڑھتے مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے۔ کہ آخر میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ چلتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے۔ گویا بعض خدا کے پیارے بندے اس حد تک ترقی کرتے ہیں۔ کہ ان کا ارادہ اپنا ارادہ نہیں رہتا۔ بلکہ اللہ ہی کا ارادہ ہوتا ہے۔ اور جو کام وہ کرتا ہے۔ اس میں اس کے نفس کا قطعاً دخل نہیں ہوتا۔ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ خدائی تصرف سے ہی کرتا ہے۔ جیسے شیخ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں فتکون کالطفل مع الطیار او کالغسیل فی ید الغاسل۔ یہی حالت خدا کے بندوں پر طاری ہوتی ہے۔ اور اسی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی یہ الہام بھی ہوا تھا۔ پس اگر حضرت صاحب کے اس الہام پر اعتراض پڑ سکتا ہے۔ تو شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے قول پر اعتراض کیوں؟ یا پھر ان کے قول پر سے اعتراض کا دفعیہ کریں۔

(خادم سلسلہ عبدالرحمن بوتالوی جامعہ احمدیہ قادیان)

کوکب دری

یہ ایک جدید تصنیف ہے۔ جس کو آغا محمد عبدالعزیز صاحب فاروقی احمدی ساکن بھڈانہ ضلع راولپنڈی نے عمدہ لکھائی چھپائی و کاغذ سے مزین کر کے صداقت مسیح موعود علیہ السلام میں تالیف کر کے سالانہ جلسہ ۱۹۳۰ء پر ۲۰×۲۶/۸ کے ۴۲ صفحات پر شائع کی ہے۔ مفید کتاب ہے قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۱۰ر۔ ملنے کا پتہ:۔

مقام بھڈانہ تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی۔ آغا محمد عبدالعزیز فاروقی احمدی ؛

یہودی مشن

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

امرتسری معمار نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۳۰ء میں ایک مضمون "قادیانی فتوحات زندہ باد" کے عنوان سے لکھا ہے۔ جس میں اس نے اپنی جہالت سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی (نعوذ باللہ) عادت تھی۔ کہ وہ اپنے مخالفوں کو اکثر سخت الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے عیسائیوں کی مخالفت میں حضرت مسیح علیہ السلام تک کو جو کہ خدا کا برگزیدہ اور نبی اور بندہ تھا۔ گندے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور امرتسری معمار نے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں مکتوبات احمدیہ حصہ سوم کا ایک حوالہ نقل کر کے جو کہ آپ نے ایک آریہ دری فتح مسیح نامی کے اعتراضات کے جواب میں جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کئے تھے الزامی طور پر از روئے انجیل یسوع کی زندگی پر روشنی ڈالی تھی۔ اس بے ہودہ گوئی کو ثابت کرنا چاہا ہے۔

امرتسری معمار کو ٹھوکر

اور نہایت حماقت سے امرت سری معمار نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر انجیل کی اس عبارت کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس نے مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں۔ حالانکہ حضرت اقدس اس عیسائی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ وہ یسوع جس کو تو خدا کا بیٹا مانتا ہے۔ اور اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ نجات اسی کے دامن سے وابستہ ہے۔ اس کا چال چلن از روئے انجیل ایسا ثابت ہوتا ہے۔ پس آپ نے یہ الزامی طور پر انجیل کی تعلیم کو پیش کیا ہے۔ نہ کہ (نعوذ باللہ) آپ کا یہ عقیدہ تھا۔ پس یہ معمار ناہنجار کا جھوٹ اور دھوکا دہی ہے۔ کہ وہ انجیل کے الفاظ کو حضرت اقدس کی طرف منسوب کرتا ہے۔ او امرتسری معمار! کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ حضرت اقدس نے اپنا عقیدہ حضرت مسیح ناصری کے متعلق کئی کتابوں میں ظاہر فرمایا ہے۔ ہاں تجھ کو ضرور معلوم ہے۔ لیکن باوجود جاننے کے تو نے یہودیانہ چال دکھائی۔ او کجرو معمار! ذرا کان کھول کر سن تا کہ تجھ کو معلوم ہو۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا اعتقاد حضرت مسیح ناصری کے متعلق کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

مسیح موسوی کے متعلق مسیح محمدی کا عقیدہ

"ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں۔ اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے۔ جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ (جیسا کہ امرتسری معمار نے خیال کیا ہے۔) تو وہ دھوکا کھانے والا اور جھوٹا ہے۔"

(ایام الصلح کا ٹائٹل پیج)

پھر کشتی نوح میں حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رُو سے خاتم الخلفاء ہوں۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کیلئے مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اس کی عزت کرتا ہوں۔ جس کا میں ہمنام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے۔ وہ شخص (امرت سری معمار جیسے) جو مجھے کہتا ہے۔ کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔" صلا

پس حضرت اقدس کے ان الفاظ کی موجودگی میں امرت سری معمار کا یہ بکواس کہ آپ نے حضرت مسیح ناصری کو گالیاں دی ہیں۔ آپ پر سراسر افتراء اور بہتان عظیم ہے۔ جس کا جواب سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کیا ہو سکتا ہے ؛

امرتسری معمار کی اخلاقی موت

پھر امرت سری معمار نے شاید دوپہر کے وقت کسی مکان کی دیوار بناتے ہوئے جب کہ اس کی عقل اس کو جواب دے چکی تھی اس مضمون کو لکھا ہے۔ جس میں حضرت اقدس کی چند نصائح کو جو کہ آپ نے اپنی جماعت کے بعض افراد کو جو ابھی تازہ ہی سلسلہ میں داخل ہوئے تھے۔ ان کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے فرمائی تھیں۔ اور ان سے یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ آپ کی جماعت کے اکثر افراد برائیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ صرف چند افراد تھے۔ چونکہ یہ لوگ انہی لوگوں سے نئے نئے نکل کر آئے تھے تو آپ نے ان میں چند برائیاں دیکھیں۔ جو کہ ایسے لوگوں میں طبعی طور پر پائی جاتی ہیں۔ تو آپ نے ان کو نصیحت کی۔ اور فرمایا۔ کہ تم لوگ جب تک ان برائیوں کو نہ چھوڑو گے۔ تب تک تم حقیقی احمدی نہیں کہلا سکتے چنانچہ اس کے آگے ہی آپ ان مخلصین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ :۔

احمدیوں میں مخلص بھی تھے

"اگرچہ نجیب و سعید بھی ہماری جماعت میں بہت بلکہ یقیناً دو سو سے زیادہ ہی ہیں۔ جن پر خدا کا فضل ہے۔ جو نصیحتوں کو سنکر روتے ہیں۔ اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے"

(شہادۃ القرآن کا آخری اشتہار ص۲)

لہذا حضرت اقدس کی اس تحریر سے اچھی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ اس تحریر کے مخاطب بعض افراد تھے۔ جو کہ نئے نئے سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے بعض غلطیوں کے مرتکب ہوئے تھے نہ کہ ساری جماعت جیسا کہ امرتسری معمار نے لکھا ہے۔

پھر ایسے لوگ ہر نبی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کیا امرت سری معمار کو خبر نہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بعض لوگ جو کہ صحابی بھی تھے اور آپ کے پاس اکثر آکر بیٹھا کرتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ اکثر لڑائیوں میں گئے۔ مگر پھر بھی خدا تعالےٰ اپنی کلام میں ان کو منافق ہی کہتا ہے۔ پھر کیا امرت سری معمار نے وہ حدیثیں نہیں پڑھی ہیں۔ جن میں صحابہؓ کے آپس کے جھگڑے اور لڑائیوں کا ذکر ہے۔ کیا لیلۃ القدر جیسی نعمت کا بھلایا جانا صحابہؓ کرام کی لڑائی کے سبب نہ تھا۔ اگر امرت سری معمار ذرا ہوش کو کام میں لاتا۔ تو اس کو یہ ٹھوکر نہ لگتی۔ ہمیں شرافت اس بات سے روکتی ہے۔ کہ کسی کو سخت جواب دیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ امرتسری نا یہ مضمون معمار یہ میں حضرت اقدس پر نہایت گندے حملے کر کے اپنی شرافت و تہذیب کا ثبوت دیتا ہے۔ ہم اعتراض سے کسی کو روکتے نہیں۔ لیکن ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ اعتراض میں شرافت مدنظر ہو۔ پس امرت سری معمار کو چاہیئے کہ وہ ذرا سمجھ کر حضرت اقدس پر اعتراض کرے۔ ورنہ ہمیں بھی مجبوراً اس کے دماغ کا تنقیہ کرنا پڑیگا۔

(بقلم محمد عمر شرما مولوی فاضل)

دیانندی مشن

ویدد نیا سے مٹ گئے

(۲)

آریہ سماج کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ شروع دنیا میں آریہ درت کے پرمیشور نے دنیا کی بہتری کے لئے چار وید نازل کئے تھے۔ ویدوں کی ازلیت کے متعلق تو میں کسی گذشتہ پرچہ میں تحریر کر چکا ہوں اور یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ وید صرف چند ہزار سال سے رائج ہیں۔ شروع دنیا میں ویدوں کا نام و نشان نہ تھا۔ جس کی دلیل دیانند کے لیکچروں سے پیش کر دی تھی۔ جو یہ ہے :۔

"آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ ان کے لئے کوئی امر و نہی نہیں تھا۔ نہ ہی اب تک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ۔ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی"

(از دیانند اپدیش منجری ویاکھیان ۶ ص۶۹)

اس حوالہ سے یہ بات سپلشٹ روپ میں پرگٹ ہو جاتی ہے۔ کہ شروع دنیا میں ویدوں کا نام و نشان نہ تھا۔ اور آج تک کسی آریہ کو جرأت نہ ہو سکی۔ کہ وہ میرے مضمون کی تردید کر سکے یا تردید کرنے کے لئے کسی نے قلم اٹھایا ہو۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک کوئی آریہ میرے گذشتہ مضمون کی تردید کرنیکی کوشش نہ کریگا۔ میں آریہ سماج کے تمام ممبروں کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ اگر ان کے اندر ذرا بھی حیا ہے۔ تو میرے مقابل پہ آئیں۔ ورنہ ان کے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ اب خموشی اختیار کر لیں۔ اسی میں ان کا بھلا ہے۔ اب ویدوں کا زمانہ گذر گیا ہے اس کے بعد اب میں یہ ثابت کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی وید جو آج سے چند ہزار سال پہلے موجود تھے۔ وہ اب صفحۂ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔ اور ڈھونڈنے سے بھی اب ان کا کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔ اگر کسی آریہ کو اس طے شدہ حقیقت سے انکار ہے۔ تو وہ میرے مندرجہ ذیل دلائل پر غور کرے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کا بھلا ہو گا۔ اور اس کے لئے حق کے پانے کا رستہ بالکل صاف ہو جائیگا۔ میں بفضلِ خداوند کریم یہ کوشش کروں گا۔ کہ صرف دیانندی لٹریچر سے ہی اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے براہین بیان کروں۔ سو عرض ہے :۔

دلیل نمبر ۱

"وے جلپنی وید کے معنی نہ جان کر بیرونی یورپ لیلا کی بنیاد غلطی سے ویدوں پر مانکر ویدوں کی بھی مذمت کرنے لگے۔ اس کے پڑھنے پڑھانے یگیو پویت وغیرہ اور برہمچریہ وغیرہ اصولوں کو بھی تباہ کیا۔ جہاں جتنی کتابیں وید وغیرہ کی پائیں ان کو تلف کیا۔ آریوں پر بہت سا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکومت کا زور بھی چلایا۔ اور تکلیف دی۔ جب ان کو خوف اور خطرہ نہ رہا۔ تب اپنے مت والے گرہستی سادھوؤں کی عزت اور وید کے پیروؤں کی بے عزتی کرنے اور طرفداری سے سزا بھی دینے لگے۔ شیو دیو سے لیکر دیا نیز تک اپنے ہتھ تھینکروں کے بڑے بڑے بُت بنا کر پرستش کرنے لگے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پرمیشور کا ماننا کم ہُوا۔ پتھر وغیرہ مورتی پوجا میں مصروف ہوئے۔ ایسی تین سو برس تک آریہ ورت میں جینیوں کی سلطنت رہی بہت لوگ وید کے علم وغیرہ سے ناواقف ہو گئے تھے۔ اس بات کو اندازاً اڑھائی ہزار برس گذرے ہونگے۔"

(ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ صـ۱۵۱)

اس حوالہ میں دیانند نے خود یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ایک وقت ایسا آیا تھا۔ کہ ویدوں کی تباہی کے لئے کوشش کی گئی تھی۔ اور تقریباً تین سو سال تک ویدوں کو تباہ و برباد کیا گیا۔ اب ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ یہ دیکھیں کہ ویدوں پر اس تباہی کا کیا اثر ہُوا۔ کیا وید بچ گئے یا بالکل ہی مٹا دیئے گئے تھے۔ جب میں دیانندی لٹریچر کا مطالعہ کرتا ہوں۔ تو اس کا بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ اس تباہی کا ویدوں پر بڑا اثر پڑا تھا۔ اور ویدوں کا نام و نشان ہی مٹ گیا تھا۔ حوالہ ملاحظہ ہو:۔

"نمش کی اتنی ملیہ سنسکرت وید کا ایک بھی پورن پستک بھارت ورش میں نہ مل سکا۔"

(ازدیانند گرنتھ مالا پرتھم بھاگ ہندی بھومکا صـ۹)

ان دونوں مذکورہ بالا حوالہ جات کو باہم ملانے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ آریوں نے خود یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اب آریوں کے پاس کوئی اصلی وید نہیں ہے۔ اور یہ آریوں کی پرلے درجے کی ہٹ دھرمی ہے۔ جو اب بھی وید وید پکار رہے ہیں۔ میں آریوں کو برادرانہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اب وہ ذرا عقل و خرد سے کام لیں۔ اب روشنی کا زمانہ ہے۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے بندوں کی بہتری کے لئے اپنا روحانی سورج حضرت کرشن ثانی مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس کی تابعداری میں آجائیں۔ اس کے نور سے نور حاصل کریں۔ اور قیمتی زندگی کو رائیگاں نہ گنوائیں۔ اگر کوئی دم خم ہے۔ تو مرد میدان بن کر سامنے آئیں۔ تا حق اور ناحق کا جلد فیصلہ ہو جائے تمہارا وہ اندھا جوش کدھر کافور ہو گیا ہے۔ جس کے باعث خواہ مخواہ اپنے سر پھوڑ رہے تھے۔ آریو اٹھو۔ تم کو حضرت محمود کا ایک ادنیٰ ترین خادم مقابلہ کے لئے پکار رہا ہے۔ اے آریہ سماج کے تمام ممبرو اگر تم میں ذرہ بھی زندگی ہے۔ تو میدان میں نکلو اور ضرور نکلو۔

(آپ کا خیر اندیش فتح محمد احمدی شرما کراچی)

پولیس کی مذمت

جب کبھی کسی مقام پر ایک غیر قانون جماعت کے مجمع کو لاٹھیوں سے منتشر کیا جاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ لوگ قانون شکنی پر بضد ہوں۔ تو عام جلسوں اور اجلاس بلدیہ جات میں پولیس کے کام پر زبردست نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ ایسی حالتوں میں بے گناہ مرد عورتوں۔ بچوں اور عمر رسیدہ اصحاب کی مصیبتوں کا خاص ذکر کیا جاتا ہے۔ بمبئی کے بعد امرت سر میں صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے۔ کیونکہ یہاں بھی ۱۰ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو ایک مجمع کو منتشر کیا گیا۔ گو لاٹھیوں سے نہیں۔ بلکہ بید کی چھڑیوں سے اور جس میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ متعدد اشخاص کو ضربیں آئیں۔ اگرچہ کسی کی ضربات شدید نہیں بتائی جاتیں۔ مگر احتجاجی جلسوں اور اخبارات کے ذریعہ یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ان معصوم لوگوں کو بے دردی اور بے امتیازی سے پیٹا گیا۔ اس سے بڑھ کر امرت سر کی میونسپل کمیٹی نے ایک قرارداد بھی منظور کی۔ کہ مستورات کی بے عزتی بھی کی گئی۔

ہمیں پولیس کی کارروائیوں سے کوئی خاص ہمدردی نہیں۔ اور نہ ہی ہمیں ان کی چند ایک باتیں پسند ہیں مگر اس بات کا لحاظ ضرور رکھنا پڑتا ہے۔ کہ ہم کس طبقہ سے پولیس والوں کی بھرتی کرتے ہیں۔ اور کیا معاوضہ دیتے ہیں۔ مگر ایک بات جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ یہ ہے کہ ان بے گناہ دیش بھگتوں اور دیویوں کو ایسے خلاف قانون مجمع میں شرکت کرنے کی کیا ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اگر انہیں نتائج سے اتنا خوف آتا ہے۔ تو وہ منتشر ہونے کے حکم ملنے پر بھاگ کیوں نہیں جاتے۔ ہم نے تو خود کئی مرتبہ ایسے مجمعہ جات کو منتشر ہوتے دیکھا ہے۔ اور بعض بے گناہ اصحاب تماشبین ایسے بے تحاشہ بھاگتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں۔ خود زخمی ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کو ضربات پہنچاتے ہیں۔ اس سے ان بیگناہ زخمیوں اور شہیدوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ عین یہی بات امرت سر میں واقع ہوئی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہجوم کے بہت لوگ کانگرس سے تعلق نہیں رکھتے۔ مگر تاجر پارچہ کے مکان کے سامنے ان لوگوں کا اکٹھا ہونا۔ جہاں کہ اس بیچارے دوکاندار کو بے تحاشہ گالیاں دی جا رہی تھیں۔ صرف یہی ظاہر کر سکتا ہے۔ کہ وہ اشخاص کانگریس کے مقاصد کی ہمدردی میں جمع تھے۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہے۔ کہ چند میونسپل کمشنروں نے اس بات کی حمایت کی اور کانگرس کے طریق عمل مثلاً پکٹنگ وغیرہ کا انکشاف کیا۔ کہ کس طرح کانگرس کے عدم تشدد والے اصول کے نام پر جنازہ نکالا جاتا ہے۔ سیاپہ کیا جاتا ہے۔ اور جنازے پر تھوکا جاتا ہے۔ اور ہر ممکن طریق سے اس کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ یہ تمام امور شرافت سے بالکل بعید ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ جس مکان پر پکٹنگ کیا گیا ہے۔ اس کے اندر رہنے والے مرد اور عورتوں و بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کیلئے سکول میں بھی جانے نہیں دیا۔ سامان خوراک تک اندر نہیں جانے دیا۔ اس مکان میں بچارے دوکاندار کی ایک گائے اور ایک بھینس تھی۔ گوالے کو تو داخل ہونے ہی نہیں دیا۔ بلکہ گھر کے نوکروں کو ان بے زبان جانوروں کے لئے چارہ تک نہیں ڈالنے دیا۔ بھلا ان حیوانات نے کانگرس کا کیا بگاڑا ہے۔ کیا یہ شدید سے شدید قسم کا ظلم نہیں کیا کانگریس اب بھی عدم تشدد کے اصول پر ناز کر سکتی ہے۔ میرے رائے میں وقت آگیا ہے۔ کہ رائے عامہ کانگرس کے ظلم و ستم سے بیدار ہو۔ اور ہمیں اس بات کی خوشی ہے۔ کہ چند میونسپل کمشنروں نے

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وضو کی سرگذشت

میں ایک چھوٹا سا لفظ ہوں۔ محض تین حرف سے بنا ہوں۔ تین بھی نہیں ہیں۔ بلکہ حرف تو صرف دو ہی ہیں۔ مگر آپ کی زبان اور منہ کی زینت کا باعث ہوں۔ دن میں پانچ دفعہ آپ سے ملاقات کرتا ہوں۔ مگر افسوس اس بات کا ہے۔ کہ میرے بہت سے دوست ایسے ہیں۔ جو میری خوبیوں اور اوصاف سے ناواقف ہیں۔ اور بہت سے ایسے ملتے ہیں۔ کہ جن کی شکلوں سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ انہیں میری ملاقات جبری ہے۔ ذرا سا لفظ ہوں۔ سہ حرفی بناوٹ رکھتا ہوں۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ تین ہی حرکات رکھتا ہوں۔ اور ہر حرکات میں الگ خاصیت رکھتا ہوں۔ گویا میری ہر حرکت اپنے اندر الگ معنے رکھتی ہے۔ عربی النسل ہوں۔ ماخذ میرا وضاءۃ ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ پاکیزگی۔ صفائی۔ ستھرائی اور لغت میرے معنے صاف و ستھرا بننا بتاتی ہے۔ مگر اصطلاح شرع والے طہارت صغریٰ مراد لیتے ہیں۔ یعنے اندامہائے مخصوصہ تمام اجزائے منہ۔ ہاتھوں کو کہنیوں تک اور دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے اور ہر دو کانوں سر کے مسح کرنے کو کہتے ہیں۔ اوپر بیان کر آیا ہوں۔ کہ تین حرکات و تین ہی معنے رکھتا ہوں۔ سو اس کی بھی تشریح کئے دیتا ہوں۔ سن لیجئے۔ وَضو۔ وِضو۔ وُضو۔ میری ہر سہ اشکال ہیں۔ اور ہر شکل میں الگ خاصیت ہے۔ اگر آپ وَضو پڑھیں گے۔ تو میرے اندر پانی پائیں گے اور اگر وِضو کہکر پکاریں گے۔ تو میرے وجود سے مراد وہ برتن ہوگا۔ جس میں وضو ٹھہر سکے گا۔ یعنے وہ برتن جس کو آپ لوگ لوٹا کہا کرتے ہیں۔ اور اگر وُضو کہکر بات چیت کرینگے۔ تو پھر مجھ سے مراد وہ فعل ہوگا۔ جس کے اوصاف میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔

اس قدر تعارف کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میری دوستی و محبت سے تمہیں اس قدر فوائد حاصل ہوں گے۔ سب سے اوّل خدا کی رضا۔ دوسرے پیارے رسول کی فرمانبرداری۔ تیسرے روحانی و جسمانی فوائد

رضاء الٰہی

میری دوستی میں خدا کی رضا کیسے نہاں ہے۔ غور فرمائیے۔ اس کی رضاء اور محبت خوشنودی کا باعث ہوا کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ یعنے اے ایمان والو۔ جب تم اٹھو نماز کو پس دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو۔ اور دھولو پاؤں کو ٹخنوں تک۔ پھر فرماتا ہے خدا تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور جسمانی طہارت کے پابندوں کو دوست رکھتا ہے۔ چنانچہ میرے دوستوں کو بھی یہی دعا فرمائی ہے۔ کہ میری ملاقات کے وقت اس کو پڑھا کرو۔ اللھم اجعلنی من التوابین و جعلنی من المتطھرین۔ سبحانک اللھم و بحمدک واشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک و اتوب الیک۔ یعنی اے اللہ مجھے اپنی طرف خاص رجوع کرنے والوں سے بنا۔ اور مجھے پاک رہنے والوں کی جماعت میں شامل کر۔ اے اللہ! تو قدوس ہے۔ تیری حمد ہے میں دل سے شہادت دیتا ہوں۔ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

رضاء رسول

یہ مسلمہ دستور ہے۔ کہ ہر شخص اپنے مربّی و محسن کی پیروی و نقش قدم پر چلنے کو فخر خیال کرتا ہے۔ اور اپنی خوشی اس کی خوشی میں پاتا ہے۔ چونکہ رسول مقبول صلعم مجھ سے خاص طور پر محبت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ چلتے پھرتے سوتے۔ جاگتے۔ اُٹھتے۔ بیٹھتے ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اور کسی وقت بھی میری علیحدگی کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ تبلیغ الحلیۃ من المومن حیث یبلغ الوضو۔ یعنی جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔ وہاں تک مومن کو جنت کا وضو پہنایا جائیگا۔ ایسا ہی پھر فرمایا کرتے تھے۔ کہ قیامت کے دن میری امت کو جب پکارا جائے گا۔ تو وضو کے آثار سے اُن کے ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن ہوں گے۔ اس لئے تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی بڑھا سکے وہ بڑھالے۔

ذاتی فوائد

میں انسانی روح کو مجلّا کرتا ہوں۔ جیسا کہ اس دعا سے واضح ہوتا ہے۔ جو میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ کہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین۔ اس آیت میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لفظ متطہرین سے مراد ظاہری طہارت ہے۔ اور لفظ توابین سے غرض باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف اشارہ ہے۔

میری محبت کو صرف شریعت نے ہی پسند نہیں کیا۔ شریعت تو محسن ہے۔ اور بانئے شریعت حبیب۔ اور وہ حبیب کسی کالج یا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کئے بغیر وہ امور طبیہ و طبعیہ اس وقت بیان فرما گیا ہے۔ جبکہ موجودہ طبیبوں۔ ڈاکٹروں۔ سائنسدانوں بلکہ خود سائنس کا وجود بھی نہ تھا۔ اگر تھا تو نہایت تاریکی کے گڑھے میں۔ جسے کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور اپنی کلام اور فعل کے اندر وہ طبّی اور ڈاکٹری اور فلسفی حکمتیں اور باریکیاں مخفی چھوڑ گیا۔ کہ جن کو آج کے طبیب اور ڈاکٹر سائنسدان اپنی ساری عمر ضائع کر کے بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کہکر ہمت ہار جاتے ہیں۔ کہ علم طب کا سمندر لاانتہاہ ہے اس کی انتہا نہیں۔ اور ہمیں اس کا ایک قطرہ بھی ساری عمر میں نہیں ملا۔ مگر قربان جاؤں اس خیر خواہ امت پر جو آج سے چودہ سو سال پہلے فرماتا ہے۔ صرف فرماتا ہی نہیں۔ بلکہ خود عمل کر کے دکھاتا ہے۔ کہ دیکھو۔ وضو سے محبت رکھو۔ اس میں تم روحانی و جسمانی فیوض و فوائد پاؤ گے۔ چنانچہ ایک ہندو بی۔ اے اور انسپکٹر سکول کا قول ہے۔ کہ مسلمانوں کے وضو کے اندر جو سب سے بڑا بھید ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس سے انسانی معدہ اور دماغ طاقت ور رہتا ہے۔ اور اگر یہ لوگ کسی قسم کی بداحتیاطی نہ کریں۔ تو انہیں محض وضو کی وجہ سے کسی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صحت جسمانی کو قائم رکھنے کا ایسا گُر ہے۔ کہ جس کے اندر دنیا کی تمام طب و ڈاکٹری اور سائنس مخفی ہے کیونکہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب وضو کرنے والا وضو کرتا ہے۔ تو اس کے معدے کے بخارات اٹھ کر دماغ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر دھتے ہیں کہنیوں اور ہاتھ پاؤں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور معدے پر بخارات کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ جس سے معدے کے اندر کے مادہ یا جمع شدہ خوراک میں زور سے جوش پیدا ہوتا ہے۔ جس سے تمام غذا ہضم ہو جاتی ہے۔ اور خون صالح پیدا کرتی ہے ؛

موجودہ وقت میں بھی سوسائٹی میں جانے کے لئے ظاہری صفائی کا خیال کس قدر دیکھا جاتا ہے۔ محض اس لئے کہ کہیں مجلس میں ہماری تہذیبی کمزوری کا اظہار نہ ہو۔ اور لوگوں میں خفت نہ ہو۔ دیکھو دہی باتیں ہیں۔ دہی کام ہیں۔ جن کو تم محض سوسائٹی یا ظاہری شرم کی خاطر اختیار کرتے ہو۔ اگر ان کو محض اس لئے اختیار کرو۔ کہ اس میں خدا اور اس کے رسول کی رضا جوئی ہے۔ تو سوسائٹی اور دنیاوی تہذیب خود بخود اسی کے اندر آ جائیگی۔ تمہاری صحت مضبوط ہو گی۔ شریعت حکم دیتی ہے۔ کہ وضو میں مسواک کرو۔ کیونکہ مجلسی قواعد میں داخل ہے۔ دانتوں کو صاف کرو۔ منہ کی بو دور ہو گی۔ دانت صاف اور مضبوط ہوں گے۔ نظر تیز ہو گی۔ چنانچہ موجودہ ڈاکٹری نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ مسواک کرنے سے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے علاوہ آنکھوں کی بینائی بڑھتی ہے۔ معدہ طاقتور ہوتا ہے۔ جس سے انسانی صحت مضبوط اور قائم رہتی ہے۔ دیکھو یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو ان پر ہر نماز کے وقت مسواک کو فرض کرتا۔ ایسا ہی ایک جگہ فرمایا ہے۔ کہ مسواک کرنا لازم پکڑو۔ کیونکہ دانتوں کی زردی کو دور کرتا ہے۔ بلغم کو اکھیڑتا ہے۔ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ مسوڑوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اور بوئے دہن کو رفع کرتا ہے۔ مصلح معدہ ہے۔ رضائے الٰہی کا باعث ہے۔ غرض کلام کو ختم کرتا پسند کرتا ہوں۔ میں تمہاری درازی عمر کا وسیلہ ہوں۔ مجالس و سوسائیٹی کے آئین سکھاتا ہوں۔ تمہیں صاف و ستھرا اور پاکیزہ بناتا ہوں۔ بیماریوں کے اخراجات سے بچاتا ہوں۔ تمہارے قوائے جسمانی کو مضبوط اور توانا بناتا ہوں۔ طبیعت میں چستی و چالاکی دیتا ہوں۔ روح کو فرحت پہنچاتا ہوں۔ اور اسے پاک و صاف کر کے نورانی بناتا ہوں۔ پھر یہی نہیں بلکہ تمام الٰہی شریعتوں کا خلاصہ سناتا ہوں۔ بلکہ دکھاتا ہوں۔

فاروق: ۔ "مقولا بالا مضمون وضو کی سرگذشت" تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے میگزین سالانہ نمبر سے نقل کیا گیا ہے۔ احباب کو علم ہو چکا ہے کہ ہمارے طلباء ہائی سکول نے بڑی گرم جوشی سے ایک سہ ماہی رسالہ نکالنا شروع کیا ہے۔ جس میں انگریزی مضامین اور اردو مضامین نہایت دلچسپ اور مفید ہوتے ہیں۔ طلباء ہائی سکول کی یہ ہمت قابل داد ہے۔ اور لائق تحسین اور ان کی حوصلہ افزائی خصوصاً تمام اولڈ بوائز اور عموماً احمدی احباب کے لئے ضروری ہے۔ اس رسالہ کا یہ تیسرا نمبر ہے۔ جو سالانہ نمبر کی شکل میں تمام ظاہری خوبیوں سے مزین کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں چند بلاک کی تصویریں ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں۔ کاغذ اعلیٰ۔ صفائی عمدہ لکھائی اردو بھی خاصی ہے۔ مگر ابھی اصلاح چاہتی ہے۔ چھپائی انگریزی نفیس ہے۔ اگر اسی طرح یہ رسالہ خدا کے فضل سے جاری رہا۔ تو جلد ترقی کریگا۔ اور قوم کے طلباء کے لئے نہایت بہترین مضامین کا مجموعہ ہو گا۔ قیمت بلحاظ ظاہری خوبیوں اور حجم وغیرہ کے نہایت ہی قلیل ہے۔ یعنے صرف دو روپیہ سالانہ معہ محصول ڈاک اسلئے میں پورے زور سے ان احباب کو جن کے لخت جگر اس ہائی سکول میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور تمام ان کامیاب طلباء کو جو اس درس گاہ سے فارغ ہو کر کالجوں میں داخل ہیں۔ یا دیگر کاموں میں بصیغہ ملازمت کام کرتے ہیں۔ اس کی سرپرستی اور امداد خریداری کی طرف توجہ دلاتا ہوں ؛

ہر بھی کم۔ صرف ایک روپیہ بارہ آنہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ جو بک ڈپو قادیان سے مل سکتی ہے۔ شائقین اس کا مطالعہ کر کے بصیرت افروز علم حاصل کریں۔ اس پر مفصل ریویو میں انشاء اللہ کسی دوسری فرصت کے موقعہ پر لکھوں گا (ایڈیٹر)

تفہیمات ربانیہ

یہ وہ محرکۃ الآراء جدید تصنیف ہے۔ جو تمام غیر احمدی مخالفین سلسلہ احمدیہ کے علماء کے اعتراضات کا مکمل اور مفصل جواب ہے۔ ناظرین فاروق کو یاد ہو گا۔ کہ ریاست پٹیالہ کے ایک شخص منشی محمد یعقوب گرداور قانونگو حال نائب تحصیلدار ریاست مذکور نے "عشرہ کاملہ" نام سے ایک کتاب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف شائع کی تھی۔ جس میں اس نے ان تمام معاندین علماء غیر احمدیاں کی کاسہ لیسی اور فضلہ خوری کر کے ان کی کتابوں سے احمدیت پر جملہ اعتراضات لے کر اس کچکول میں جمع کر دیئے تھے۔ یہ سارے کے سارے اعتراض کوئی نئے نہ تھے۔ نہایت فرسودہ جن کے بارہا بڑے بڑے مبسوط جواب نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ علماء سلسلہ احمدیہ کی طرف سے دیئے جا چکے ہیں۔ اس عشرہ میں پٹیالوی مذکور نے اکٹھے کر کے اپنے نام سے چھپوا دیئے۔ بوجہ مجموعہ لغویات ہونے کے چنداں ضرورت اس کی طرف التفات کی نہ تھی۔ مگر منشی مذکور نے اس کو لاجواب مشہور کر کے بڑی تعلّی کی۔ اور دوسری مرتبہ پھر پھر اس کو شائع کیا اور تحقیق لاثانی" نام سے اپنی دروغ بیانی کا مظاہرہ دکھایا۔ مکذب کی بے جا فیضی کو کر کری کرنیکے لئے۔ سلسلہ عالیہ کے درخشندہ گوہر مکرمی ابو العطاء اللہ اللہ دتا صاحب مولوی فاضل جالندھری نے اس کا جواب لکھا۔ جو فی الحقیقت ان تمام کتابوں کا جواب ہے۔ حق کا نچوڑ اور مغز لیکر پٹیالوی نے "عشرہ کاملہ" طبع کرایا تھا۔ قریباً جتنے بھی بے ہودہ اعتراض علمی ہوں یا عقلی غیر احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے ہیں۔ وہ سب اس جواب میں آ گئے ہیں۔ اور سب کے مبسوط اور مفصل جوابات ابو العطاء سلمہ اللہ نے پوری تحقیق سے لکھ دیئے ہیں۔ یہ کتاب بارہ فصلوں پر مشتمل ہے۔ جن میں پٹیالوی مکذب کی ہر دجل کے ہر ایک اعتراض کا ناقابل تردید جواب لکھ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ مولوی صاحب موصوف سلمہ اللہ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے یہ کتاب سالانہ جلسہ پر شائع ہوئی ہے۔ بڑی ضخیم ۸۰۰ صفحات ۲۶۲۰/۸ پر شائع ہوئی ہے۔ قیمت ۳

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مرزا قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)